بسم اللہ الرحمن الرحیم

طواف کے نفل سعی کے بعد پڑھنا

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا طواف کے نفل سعی کے بعد پڑھ سکتے ہیں؟

جواب

طواف، خواہ فرض ہو یا نفل، اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا واجب ہے اور اگر وقت مکروہ نہ ہو تو فوراً پڑھنا سنت ہے، جبکہ مقامِ ابراہیم کے قریب پڑھنا مستحب ہے۔ لیکن یہ وجوب کسی خاص زمانے یا جگہ کے ساتھ مخصوص نہیں، جب تک انہیں نہ پڑھا جائے یہ دو رکعات ذمہ پر لازم رہتی ہیں۔ اگر کسی نے طواف کے فوراً بعد نہ پڑھیں یا حرم میں ادا نہ کیں، تو عمر بھر میں جب بھی اور جہاں بھی پڑھے گا، وہ ادا ہی شمار ہوں گی، قضا نہیں۔ البتہ ان میں تاخیر کرنا یا حرم سے باہر پڑھنا مکروہِ تنزیہی ہے، لیکن اس کی وجہ سے نہ گناہ ہوگا، نہ ہی دم یا کفارہ لازم آئے گا۔ **لہٰذا اگر کسی نے طواف کے نفل طواف کے فورا بعد نہیں پڑھے بلکہ سعی کے بعد پڑھے تو سنت ترک کرنے کی وجہ سے اساءت کا مرتکب ہوگا (یعنی برا کیا) جبکہ بلا وجہ ایسا کرے اور اگر کوئی وجہ شرعی ہو جیسے مکروہ وقت ہونے کی وجہ سے تاخیر کی تو کوئی حرج نہیں ہے۔**

نمازِ طواف واجب ہے، لیکن یہ وجوب کسی زمانے یا جگہ کے ساتھ خاص نہیں، تاخیر سے پڑھنا بھی کراہت تنزیہی کے ساتھ جائز ہے جیسا کہ بحر الرائق کی شرح منحۃ الخالق میں ہے: ”(وأما صلاۃ رکعتي الطواف بعد کل أسبوع فواجبة علی الصحیح) أي بعد کل طواف فرضا کان أو واجبا أو سنة أو نفلا ولا یختص جوازها بزمان ولا بمکان ولا تفوت ولو ترکها لم تجبر بدم ولو صلاها خارج الحرم ولو بعد الرجوع إلی وطنه جاز ویکرہ“ ترجمہ: اور ہر سات چکر طواف کے بعد طواف کی دو رکعتیں صحیح قول کے مطابق واجب ہیں، یعنی ہر طواف کے بعد چاہے وہ فرض ہو یا واجب، سنت ہو یا نفل، اور اس کا جواز کسی زمانے یا جگہ کے ساتھ خاص نہیں ہے اور یہ نماز فوت نہیں ہوتی (یعنی ذمہ پر لازم رہتی ہے) اور اس کو ترک کر دیا جائے تو اس کی تلافی دم سے نہیں ہوتی اور اگر اس نماز کو کسی نے حرم سے باہر ادا کیا اگرچہ اپنے وطن لوٹنے کے بعد تو یہ جائز ہے لیکن مکروہ ہے۔ (البحر الرائق مع منحۃ الخالق، جلد 02، صفحہ 356، دار الکتاب الاِسلامی)

علامہ شیخ سندھی رحمۃ اللہ تعالی علیہ (سالِ وفات: 993ھ/1585ء) لکھتے ہیں: ”وھی واجبة بعد کل طواف فرضا کان او واجبا او سنة او نفلا ولا تختص بزمان ولا مکان ولا تفوت فلو ترکھا لم تجبر بدم۔۔۔ والسنة الموالاۃ بینھما وبین الطواف و یستحب مؤکدا اداؤھا خلف المقام وافضل الاماکن لادائھا خلف المقام۔۔۔ ثم الحرم ثم لا فضیلة بعد بل الاساءة“ ترجمہ:

اور(نمازِ طواف) ہر طواف کے بعد واجب ہے چاہے (وہ طواف) فرض ہو یا واجب یا سنت یا نفل اور وہ کسی زمانے یا مکان کے ساتھ خاص نہیں ہے اور وہ فوت نہیں ہوتی، پس اگر (کسی نے) نماز کو ترک کر دیا، تو اُسے دم دینے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔۔۔ اور اِس کا اور طواف کا پے در پے ہونا (اِسے طواف کے فوراً بعد ادا کرنا) سنت ہے اور اسے مقامِ ابراہیم کے پیچھے ادا کرنا تاکیداً مستحب ہے اور اس نماز کو ادا کرنے کی افضل جگہ مقامِ ابراہیم کے پیچھے ہے۔۔۔ پھر حرم پھر حرم کے بعد (یعنی حرم سے باہر انہیں ادا کرنے کی) کوئی فضیلت نہیں بلکہ اساءت ہے۔ (المسلک المتقسط شرح المنسک المتوسط، صفحہ 71، 72، مطبوعہ مکۃ المکرمۃ)

اگر یہ رکعات طواف کے فوراً بعد نہ پڑھیں، تو عمر بھر میں جب بھی پڑھیں ادا ہی ہیں، چنانچہ صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ (سالِ وفات: 1367ھ/1947ء) لکھتے ہیں: ”سنت یہ ہے کہ وقتِ کراہت نہ ہو تو طواف کے بعد فوراً نماز پڑھے، بیچ میں فاصلہ نہ ہو اور اگر نہ پڑھی تو عمر بھر میں جب پڑھے گا، ادا ہی ہے قضا نہیں مگر بُرا کیا کہ سنت فوت ہوئی۔“ (بہار شریعت، جلد 1، حصہ 6، صفحہ 1103، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مولانا اعظم عطاری مدنی

فتوی نمبر: FatwaQA-078

تاریخ اجراء: 18 ربیع الاول 1448ھ/ یکم ستمبر 2026ء